بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ ہذامیں ثبوت دیا گیاہے کہ اقامت کے وقت حی علی الفلاح تک اقامت کو بیٹھ کر سننا مستحب ہے اور کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے

موسوم بہ

الفلاح

فی القیام عندحی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح

﴿تصنیف﴾

شیخ القرآن والحدیث صاحب تصانیف کثیرہ فیض ملت

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

﴿باہتمام﴾

عطاء الرسول اویسی

﴿ناشر﴾

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاول پور

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اقامت کے وقت مقتدی اور امام ہر دونوں بیٹھیں رہیں تا وقتیکہ حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح پر اٹھیں اگر چہ امام مصلی پر نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے اور یہ مسئلہ صدیوں سے متفق چلا آرہا ہے۔ آئمہ اربعہ اہل سنت حنفی، شافعی، مالکی حنبلی کسی کو اختلاف نہیں تھا جیسا امام نووی شارح مسلم نے ص ۲۲۱ ج ۱ میں آئمہ کے اقوال نقل کئے ہیں ان کی اصل عبارت رسالہ ہذا میں ہم نے لکھ دی ہے لیکن جب سے خوارج وابن تمیہ اور پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کے پیروکاران نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اسلاف صالحین کی پیروی نہ کرو خود قرآن و حدیث کو سمجھو اور سمجھاؤ اس وقت سے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر ہر شخص طبع آزمائی کرتا پھرتا ہے ورنہ جب احادیث مبارکہ میں مسئلہ ہذا کا استحباب کا وجود موجود ہے اور فقہاء کرام بالخصوص احناف کی عبارات، فتاویٰ اور متون کی تصریحات ہمارے سامنے ہیں تو پھر وہابیوں اور دیوبندیوں کو اس مسئلہ میں اپنی ٹانگ پھنسانے کا کیا معنی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ

زید کہتا ہے کہ بوقت اقامت امام اور مقتدیوں کو بیٹھے رہنا چاہئے تا وقتیکہ مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑے ہونا چاہئے اور کہتا ہے شروع میں کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے اور خلاف سنت ہے۔

بکر کہتا ہے کہ یہ طریقہ بریلویوں کا خود ساختہ ہے لہذا اس سے اجتناب بہتر ہے التماس فدویانہ ہے کہ براہ کرم بحوالہ کتب معتبرہ جواب صحیح سے سرفراز فرمائیں کیونکہ اختلاف شدید ہے بینوا و توجرو

سائل حاجی محمد رمضان فریدی زلفی چک ۱۰۳-۹-ایل ساہیوال

حال وارد۔ نوری جامع مسجد مہاجرین کوٹ سمابہ ضلع رحیم یار خان

۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ (۳) نومبر ۱۹۸۱ء یوم الثلاثہ

الجواب منه الهداية و الصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! جوں جوں قیامت قریب آتی جائے گی دین ضعیف ہوتا جائیگا، جہل بڑھتا جائے گا حق چھپتا جائے گا باطل ابھرتا جائیگا جیسا کہ آج ہم اس قسم کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ مسائل جو صدیوں سے متفق علیہ تھے اب ان پر جھگڑے نزاع اٹھ کھڑے ہیں حق پر پردہ ڈالنے کی بھرپور کوششیں جاری ہیں محض حق کو نیچا دکھانے کے لئے صریح نصوص سے انکار یا کم از کم چشم پوشی کی جارہی ہے۔ مثلاً اقامت کے وقت کھڑے ہونے کو تمام فقہاء نے مکروہ لکھا جس میں کسی کو اختلاف نہ تھا اور نہ ہے متون شروح فتاوی و احادیث میں تصریحات موجود ہیں لیکن چونکہ اس پر عمل کرنے والے اہل سنت ہیں اس لئے عوام میں تاثر یہ دیا جارہا ہے کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ بریلویوں (اہل سنت) کی اختراع ہے اور بعض متعصب تو یوں کہہ دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کا سابقہ کتب فقہ میں کوئی وجود نہیں فقیر نے اس پر ایک تصنیف لکھی جو عرصہ ہوا مطبوع ہوئی اس سے چند حوالہ جات قلمبند کر کے اس کا نام الفلاح فی القیام عند حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح رکھتا ہوں (وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)

اقامت (تکبیر) کے وقت سب کو بیٹھا رہنا چاہئے جس وقت تکبیر کہنے والا حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت سب لوگ کھڑے ہو جائیں یہ حکم امام و مقتدی دونوں کے لئے ہے فقہ حنفی میں دونوں روایتیں موجود ہیں بعض کے نزدیک قد قامت الصلوۃ پر کھڑے ہونے کا حکم ہے حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہی مذہب ہے اس کے ثبوت کے لئے نمازیوں کو حی الصلوۃ وحی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے ہم کتب احادیث و کتب فقہ کی عبارات پیش کریں گے ہمارے معتمد فقیہہ حضرت علامہ حکیم امجد علی رحمتہ اللہ تعالی اپنی فقہ حنفی کی مشہور و معتبر کتاب بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ اقامت کیوقت کوئی شخص آئے تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو، یونہی جو لوگ موجود ہیں وہ بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب بکر حی علی الفلاح پر پہنچے یہی حکم امام کے لئے ہے آج کل

اکثر رواج پڑگیا ہے کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلیٰ پر کھڑا ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے۔

اعجوبہ: جولوگ اسی مسئلہ میں اختلاف کی بنیاد پر بریلوی بدعت کے نام سے موسوم کرتے ہیں ان کی جہالت کا بین ثبوت یوں ہے کہ یہ مسئلہ مالابد جیسی متداول کتاب میں بھی ہے جسے مدارس عربیہ اسلامیہ کے مبتدیوں کو پڑھائی جاتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

طریقہ خواندان نماز بروجہ سنت آں ست کہ آذان گفتہ شود واقامت ونزد حی علی الصلوۃ بر خیزد (مالابد منہ ص ۴۰) یعنی نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آذان کہی جائے اور اقامت اور حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہو۔

فائدہ: یہ کتاب ان لوگوں کے یہاں بہت زیادہ معتبر ہے جو اس مسئلہ میں خواہ مخواہ مخالفت کرتے ہیں۔

باب اول

احادیث مبارکہ کی تصریحات مع شروح احادیث کی عبارت پیش کی جاتی ہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ یہ حنفیوں کی اختراع ہے۔

۱۔ صحیح مسلم میں ہے عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ اذ اقیمت الصلوۃ فلا تقوموا حتی ترونی (ص ۲۲۰ ج ۱) ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب اقامت کہی جائے تو اس وقت تک نہ کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

۲۔ صحیح بخاری میں ہے متی یقوم الناس اذارو الامام عند الاقامۃ کب کھڑے ہوں لوگ جب دیکھیں امام کو اقامت کے وقت۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الصلوۃ فلاتقو مواحتی ترونی (بخاری ص ۸۸ ج ۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے دیکھ نہ

ہو۔

فائدہ: یہ ہیں مخالفین کے معتمد علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ الباری کہ جنہوں نے مستقل باب باندھ کر تصریح فرمائی کہ مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح وغیرہ پر پہنچے ایک اور صحاح ستہ کی مستند کتاب ترمذی شریف کی تصریح ملاحظہ ہو۔

۳۔ ترمذی شریف (ص ۹۶ ج ۱) میں ہے باب کراھیۃ ان ینتظر الناس الامام و ھم قیام عند افتتاح الصلوۃ عن عبداللہ بن قتادۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا اقیمت الصلوۃ فلاتقومواحتی ترونی خرجت قال ابوعیسی حدیث حسن صحیح و کرہ من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و سلم و غیر ھم ان ینتظر الناس الا مام و ھم قیام و قال بعضھم اذا کان الامام فی المسجد. و اقیمت الصلوۃ فانما یقومون اذا قال الموذن قدقامت الصلوۃ و ھو قول ابن المبارک ـ

باب اس بیان میں کہ لوگوں کا کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنا مکروہ ہے افتتاح نماز کے وقت عبداللہ ابن قتادہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اقات کہی جائے تو نہ کھڑے ہوا کرو جب مجھے گھر سے نکلتا ہوا نہ دیکھ لو امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ ابی قتادہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے اور مکروہ جانا ہے اہل علم صحابہ کرام نے
(کھڑے ہو کر تکبیر سننے کو) اور دوسرے اہل علم نے کہ امام کا انتظار کھڑے ہو کر کریں اور بعض اہل علم نے کہا کہ جب امام مسجد میں ہو اور اقامت کہی جائے تو وہ کھڑے ہوتے تھے جب موذن قد قامت الصلوۃ کہتا اور یہی ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

شروح احادیث: احادیث مبارکہ کی تصریحات کے باوجود پھر بھی مخالفین بضد ہیں بلکہ وہ اپنی بغاوت کا ثبوت دیتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ یہ احادیث میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ حی علی الفلاح تک مقتدی بیٹھے رہیں پھر بعد کو اٹھیں یہاں تو حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تک مجھے نہ دیکھو تم نہ اٹھو ہم ان اغبیاء کے لئے مستندو معتبر شارحین احادیث کی تصریحات پیش کرتے ہیں ضدی ہٹ دھرم یقیناً نہیں مانیں گے البتہ حق کے متلاشی کو تسکین نصیب ضرور

ہو گی۔

۱۔ شرح نووی مسلم شریف میں ہے اختلف العلماء من السلف فمن بعد هم متى يكبر الامام فمذهب الشافعى رحمته الله تعالى عليه وطائفة انه يستحب ان لا يقوم احد حتى يفرغ الموذن من الاقامة و نقل القاضى عياض رحمته الله عليه عن مالك رحمته الله عليه و عامة العماء انه يستحب انى يقوموا اذا اخذ الموذن فى الاقامة و كان انس رضى الله عنه يقوم اذا قال الموذن فى الاقامة قد قامة الصلوة وبه قال احمد رحمه' الله عليه و قال ابوحنيفة رضى الله عنه والكوفيون يقومون فى الصف اذا قال حى على الصلوة علماء سلف و خلف اور ان کے بعد والوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے ہوں اور امام تکبیر تحریمہ کب کہے تو امام شافعی اور ایک گروہ کا مسلک یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کوئی بھی اس وقت تک نہ کھڑا ہو جب تک موذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اور قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے امام مالک علیہ الرحمۃ اور عام علماء سے نقل کیا ہے کہ وہ مستحب جانتے تھے کہ اس وقت کھڑے ہوں جب موذن اقامت شروع کرے حضرت انس اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب موذن قد قامت الصلوۃ کہتا اور یہی امام علیہ الرحمۃ کا قول ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور علماء کوفہ صف میں اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب موذن حی علی الصلوۃ کہتا۔

۲۔ (عینی شرح بخاری ص ۲۰۶ ج ۲) میں ہے قد اختلف متى يقوم الناس الى الصلوة فذهب مالك و جمهور العلماء الى انه ليس لقيامهم حد و لكن استحب عامتهم القيام اذا اخذ الموذن فى الاقامة و كان انس رضى الله عنه يقوم اذا قال الموذن قد قامت الصلوة و حكاه ابن ابى شيبة عن سويد بن غفلة ذكر قيس بن حاذم و حماد عن سعيد بن المسيب و عمر بن عبدالعزيزا قال الموذن الله اكبر وجب القيام و اذا قال حى على الصلوة اعتدلت الصفوف و اذا قال لااله الا الله كبر الامام و ذهب عامة العلماء الى انه يكبر حتى يفرغ الموذن من الاقامت وفى المصنف كره هشام بن عروة ان يقوم حتى يقول الموذن قدقامة الصلوة و عن يحى ابن و ثاب اذا فرغ الموذن كبر و قال ابراهيم يقول اذا قال قد قامت الصلوة كبر و مذهب الشافعى و طائفة انه يستحب فان

لايقوم حتى يفرغ الموذن من الاقامت و هو قول ابى يوسف رحمهم الله و عن مالك السنة فى الشروع فى لصوة بعد الاقامة و بداية استواء الصف و قال احمد اذا قال الموذن قدقامت الصلوة يقوم و قال زفر اذا قال قد قامت الصلوة مرة قاموا اذا قال ثانية فتحوا وقال ابوجنيفة ومحمد يقومون فى الصف اذا قال حى على الصلوة واذ اقال قدقامت الصلوة كبرالامام لانه' امين الشرع اذالم يكن الامام فى المسجد فذهب الجمهور الى انهم لايقومون حتى يروه۔ سلف نے اس بارے میں اختلاف کیا کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے ہوں امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ قیام کا وقت (کوئی) نہیں ہے لیکن عام مالکیوں نے مستحب جانا ہے کہ جیسے ہی اقامت شروع ہو لوگ کھڑے ہو جائیں اور حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب موذن قد قامت الصلوۃ کہتا تھا اور اس بات کو ابن ابی شیبہ نے سوید بن غفلہ سے روایت کیا اور قیس بن حازم اور حماد کا بھی ذکر کیا ان کا بھی یہی مذہب ہے اور سعید بن مسیب اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ جب موذن تکبیر کہے تو قیام واجب ہے اور جب حی علی الصلوۃ کہے تو صفیں درست کریں اور جب لاالہ الا اللہ کہے تو امام اللہ اکبر کہے اور اکثر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب تک اقامت ختم نہ ہو امام اللہ اکبر نہ کہے اور مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ ہشام بن عروہ قد قامت الصلوۃ سے قبل قیام کو مکروہ جانتے تھے اور یحییٰ بن وثاب سے مروی ہے کہ امام اسوقت اللہ اکبر کہے جب اقامت ختم ہو چکی ہو اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوۃ کہے تو امام اللہ اکبر کہے اور امام شافعی اور علماء کے گروہ (ایک) کا مسلک یہ ہے کہ کھڑا ہونا اس وقت تک بہتر نہیں جب تک موذن اقامت ختم نہ کرے اور امام ابی یوسف کا بھی یہی قول ہے اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اقامت کے بعد ہی نماز شروع کی جائے اور صفیں بھی اسی وقت درست کریں امام احمد فرماتے ہیں کہ جب موذن قد قامت الصلوۃ کہے تو لوگ کھڑے ہوں اور امام زفر نے کہا ہے کہ پہلی بار قد قامت الصلوۃ پر سب لوگ کھڑے ہوں اور دوسری بار پر سب لوگ نماز شروع کر دیں امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ حی علی الصلوۃ کہیں تو سب لوگ کھڑے ہو جائیں۔

۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۹۵ ج ۳ میں ہے باب متى "يقوم الناس اذا ارا والامام

عند الاقامت ذهب الاکثرون الی انهم اذا کان الامام معهم فی المسجد لم یقوموا حتی تفرغ الاقامة و عنٔ انس رضی الله عنه انه کان یقوم اذا قال الموذن قد قامت الصلوة رواه بن المنذر و غیره و کذار واه سعید بن المنصور عن طریق ابی اسحاق عن اصحاب عبدالله و عن سعید ابن المسیب اذا قال الموذن وجب القیام واذقال حی علی الصلوة عدلت لصفوف و اذقال لا اله الاالله کبر الامام و اما اذا لم یکن الامام فی المسجد فذهب الجمهور الی انهم لایقومون حتی یروه و خالف من ذکرنا علی التفصیل الذی شرحنا و حدیث الباب حجة علیهم و فیه جواز الاقامة والامام فی منزله اذا کان سمعها و تقدم اذنه فی ذالك قال القرطبی ظاهرالحدیث ان الصلوة کانت اقام قبل ان یخرج النبی صلی الله علیه و سلم من بیته ۔ کس وقت کھڑے ہوں لوگ جب کہ دیکھیں وہ امام کو اقامت کے وقت اکثر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ امام مسجد میں ہو تو جب تک اقامت ختم نہ ہو لوگ کھڑے نہ ہوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب موذن قد قامت الصلوۃ کہتا تھا اس حدیث کو ابن المنذر وغیرہ نے روایت کیا اور ایسے ہی سعید بن منصور نے بسند ابی اسحاق عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں سے روایت کیا ہے اور سعید بن میتب نے کہا ہے کہ جب موذن اقامت شروع کرے تو کھڑے ہوں اور جب حی علی الصلوۃ کہے تو صفیں درست کریں اور جب لا الہ الا اللہ کہے تو امام اللہ اکبر کہے اور حضرت امام ابو حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب کہنے والا حی علی الفلاح کہے اور جب قد قامت الصلوۃ کہے تو امام تکبیر کہہ لے اور جب امام مسجد میں نہ ہو تو جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ لوگ کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ امام کو دیکھ نہ لیں اور امام اعظم نے ان لوگوں کی مخالفت کی ہے جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور اس ساری تفصیل کی مخالفت کی ہے اور یہ حدیث ان سب لوگوں پر حجت ہے جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک کے خلاف ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت بغیر امام کی موجودگی جائز ہے اگرچہ امام اپنے گھر میں ہو جبکہ وہ اقامت سن سکے اور اس نے پہلے سے اجازت دے دی ہو کہ میری عدم موجودگی میں اقامت کہہ دی جائے میں گھر سے آ کے نماز پڑھاؤں گا قرطبی کہتے ہیں کہ اس

حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ اقامت ہو جاتی تھی قبل اس کے حضور علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائیں۔

باب دوم

احادیث مبارکہ کو جس طرح ان شارحین نے سمجھا ہم ان کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے انہوں نے بھی حدیث مقدسہ کی شروح میں تصریح فرمائی کہ اقامت کے وقت حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح کے وقت نماز کے لئے کھڑا ہونا چاہئے اختصار کے پیش نظر ان روایات اور ان کی چند شروح پر اکتفا کر کے اب فقہاء اور فتاوی جات سے چند حوالہ جات سپرد قلم کرتا ہوں۔

ا۔ نورالایضاح ص ۷۰ میں ہے۔ والقیام حین قیل علی حی الفلاح اور کھڑا ہونا اس وقت ہے جب حی علی الفلاح کہا جائے۔

۲۔ حاشیہ نورالایضاح ص ۷۰ میں ہے۔ ومن الادب قیام القوم والامام ان کان حاضراً بقرب المحراب وقت قول المقیم فی ضمن قوله هذا امربالقیام فیجاب اور ادب یہ ہے کہ کھڑی ہوئی قوم اور امام بھی اگر محراب کے پاس موجود ہو جب کہ اقامت کہنے والا حی علی الفلاح کہے اس لئے کہ مقیم نے اپنے اس قول میں قیام کا حکم دیا ہے لہذا اس کا جواب کھڑے ہو کر دے۔

فائدہ: یاد رہے کہ یہ حاشیہ مولوی اعزاز علی دیوبندی نے لکھا ہے۔

۳۔ مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ص ۱۶۶ میں ہے۔ ای قیام القوم والامام ان کان بقرب المحراب حین قیل ای وقت قول المقیم حی علی الفلاح لانه امربه فیجاب یعنی کھڑا ہونا امام اور قوم کا اگر ہوں محراب کے قریب جب کہا جائے یعنی مقیم کے قول حی علی الفلاح کے وقت اس لئے کہ بے شک اس نے اس کا حکم دیا تو جواب اسکا دیا جائے کھڑے ہو کر۔

۴۔ کنز الدقائق ص ۲۲ میں ہے والقیام حین قیل حی علی الفلاح اور قیام کرنا اس وقت جب حی علی الفلاح کہا۔

۵۔ حاشیہ کنز الدقائق جو مولوی احسن نانوتوی دیوبندی نے لکھا ہے مسارعة الامتثال الامر هذا اذا کان الامام بقرب المحراب حاشیہ کنز ص ۲۲ یعنی اس میں بکر کے امر کی تعمیل

ہے اور یہ جب ہے کہ امام محراب کے قریب ہو۔

۶۔در مختار مع ردالمختار ص ۲۹۵ ج۱ میں ہے۔دخل المسجد والموذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ له الانتظار قائما و لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ الموذن حی علی الفلاح (کوئی شخص) مسجد میں داخل ہوا اور موذن اقامت کہہ رہا ہو تو بیٹھ جائے جب تک امام مصلی پر نہ کھڑا ہو اور مکروہ ہے اس کے لئے انتظار کرنا کھڑا ہو کر لیکن بیٹھ جائے پھر اس وقت کھڑا ہو جب موذن حی علی الفلاح پر پہنچے۔

۷۔در مختار ص ۷۶ ۳ ج اور ص ۳۵۴ ج۱ میں ہے والقیام الامام و موتم حین حی علی الفلاح خلافاً لز فرفعنده حی علی الصلوۃ اور امام اور مقتدی کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے جب حی علی الفلاح پر پہنچے امام زفر کے نزدیک حی علی الصلوۃ پر کھڑ ہونا چاہئے۔

۸۔حاشیہ در مختار یعنی ردالمختار ۳۵۴ و ص ۳۷۲ ج۱ میں ہے قوله حین قیل حی علی الفلاح کذافی الکنزو نور الایضاح والاصلاح والمظهریة والبدائع و غیر ها والذی فی الدررمتناً و شرحاً عندا الحیعلة یعنی حین یقال حی علی الصلوة وعزاه الشیخ اسماعیل فی شرحه متناً و شرحاً الی عیون المذاهب و القیض والوقایة والنقایة والحاوی ولدر المختار حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں ایسا ہی کنز نور الایصاح اور اصلاح اور ظہیریہ اور بدائع اور دوسری کتابوں میں ہے اور درر میں متن اور شرح میں حیعلہ کے وقت قیام کو لکھا ہے یعنی حی علی الصلوۃ کے وقت قیام چاہئے اور اسے انہوں نے شیخ اسماعیل کی طرف اپنی شرح میں منسوب کیا ہے متن اور شرح دونوں میں عیون المذاب 'قیض 'وقایہ 'نقایہ 'حاوی اور در مختار کی طرف منسوب کیا ہے ان فقہی عبارات کا ماحصل یہ ہے کہ فقہہ حنفی کی مختلف کتب میں یہ مسئلہ واضح ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا حکم اور بعض کتب میں حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونے کا۔

علاوہ مذکورہ بالا کتب کے فقہ کی مندرجہ ذیل کتب میں بھی تصریح موجود ہے۔(۹) شرح وقایہ مع حاشیہ عبدالحی (۱۰) عالمگیری (۱۱) طحطاوی

﴿ڈوبتے کو تنکے کا سہارا﴾

مخالفین جب ہمارے دلائل کا کوئی جواب نہیں دے سکتے تو عوام کو متاثر کرنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ صفوں کو درست رکھنا ضروری ہے اور سنت نبوی ہے اسے چھوڑ کر ہم ایک غیر ضروری مسئلہ پر عمل کیوں کریں یہ ان کی ایک چال ہے یہ ایسے ہے جیسے کہہ دیتے ہیں کہ اذان و اقامت میں حضور سرور عالم ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا (اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ "دفع الوسواس" پڑھنا چاہئے۔اویسی غفرلہ) نہیں بلکہ درود شریف پڑھنا چاہئے کیونکہ انگوٹھے چومنے سے درود شریف متروک ہوتا ہے ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ کیا بیک وقت دونوں پر عمل محال ہے یا ممکن ہے اگر ممکن ہے تو پھر انکار کیوں سچ ہے۔ع

ذیل میں ہم ان حیلہ گردان کی عذرداری لکھ کر ان کے جوابات لکھتے ہیں۔

حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ اقامت سے پہلے صفیں ٹھیک کر لینی چاہیں جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔عن ابی هریرة ان الصلوة کانت تقام لرسول الله صلی الله علیه و سلم فیاخذ الناس مصافهم قبل ان یقوم رسول الله صلی الله علیه و سلم مقامه ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز قائم کی جاتی تھی رسول اللہ ﷺ کے لئے پس لوگ صفوں میں جگہ لے لیتے تھے قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ کھڑے ہوتے۔

جواب ا۔ مخالفین کی عادت ہے کہ صرف اور صرف حق کا نیچا دکھانے کے لئے وہ احادیث یا آیات دکھائیں گے۔ جنکے محمل لیں گے جو معمول بہ نہ ہو گا چنانچہ حدیث شریف کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں لقد کان مرة اومرتین اونحو هما لبیان الجواز و لعل قوله صلی الله علیم و سلم فلا تقوموا حتی ترونی کان بعد ذالك قال العلماء و النهی عن القیام قبل ان یروه لئلا یطول علیهم القیام لانه قد یعرض له عارض فیتا خر لببه یہ بات کہ لوگ پہلے کھڑے ہو جاتے تھے شاید ایک بار دوبار ہوا اور یہ بیان جواز کے لئے ہے (یعنی) اگر کھڑے ہوں تو جائز ہے کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت) اور امید ہے کہ حضور کا یہ فرمانا کہ جب تک مجھے نہ دیکھو کھڑے نہ ہو اس کھڑے ہونے کے بعد بھی اور حضور نے کھڑے ہونے سے اس لئے منع

فرمایا کہ دیر تک نہ کھڑے رہیں اور اس لئے کہ کبھی کسی عارض کی وجہ سے دیر بھی ہو سکتی ہے۔

جواب /۲۔ اس حدیث کی دوسری روایت بخاری شریف میں ہے کہ قداقیمت الصلوۃ و عدلت الصفوف اقامت کہی گئی اور صفیں درست کی گئیں نیز بخاری شریف میں ہے اقیمت الصلوۃ فسوی الناس صفوفھم اقامت نماز کہی گئی جب لوگوں نے صفوں کو درست کیا اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کی درستگی اقامت سے پہلے شروع کی گئی اور صفیں بعد کو درست کی گئیں بہر حال یہ حدیث اس پر دلیل نہیں کہ اقامت سے پہلے کھڑا ہونا سنت اور مستحب وہی ہے کہ لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں جیسا کہ کتب فقہیہ میں اسکی تصریح ہو۔

سوال: مخالفین مندرجہ ذیل روایت بھی پیش کرتے ہیں لیکن غلط ترجمہ کر کے دھوکہ دیتے ہیں ہم حدیث ان کی طرف سے ترجمہ اپنی طرف سے لکھتے ہیں مشکوۃ شریف میں ہے عن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ ﷺ یسوی صفوفنا اذا قمنا الی الصلوۃ فاذا استوینا کبر نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہماری صفیں درست کرتے تھے جب کہ ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جب ہم سیدھے ہو جاتے آپ اللہ اکبر کہتے تھے۔

جواب: جس طرح ہم نے ترجمہ کیا ہے اس لحاظ سے توحید شریف ہماری موئد ہے ہاں انہوں نے ترجمہ یوں کیا جب صفیں درست ہوتیں تو تکبیر کہی جاتی، تعجب ہے کہ محض اپنے غلط مذہب کو ثابت کرنے کے لئے ان لوگوں نے ترجمہ میں تغیر و تبدل و تصحیف کردی جو اہل علم کے نزدیک کبھی جائز نہیں ہو سکتا۔

فیصلہ از امام اعظم رضی اللہ عنہ: ہمارے ساتھ مخالفت رکھنے والوں کا فیصلہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے جن کے ہم مقلد ہیں اور وہ بھی ان کی ذات مستودہ صفات کی تقلید کا دم بھرتے ہیں ہم اپنا فیصلہ مستند کتاب حدیث و فقہ موطا امام محمد علیہ الرحمتہ ص ۸۷ـ۷۶ میں نقل کرتے ہیں۔

قال محمد ینبغی للقوم اذا قال الموذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا ولیسوا الصفوف و یحا ذوابین الناکب فاذا اقام الموذن الصلوٰۃ کبرالامام و ھو

قول ابی حنیفہ رحمتہ اللہ لوگوں کو چاہئے کہ جب موذن حی علی الفلاح کہے تو نماز کے لئے کھڑے ہوں اور صف بندی کریں اور صفیں برابر کریں اور کندھوں سے کندھا ملالیں پس جب موذن تکبیر ختم کرے تو امام تکبیر کہے یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

فائدہ: احادیث مبارکہ اور شرح اور معتبر و مستند کتب فقیہ سے جملہ فقہاء کرام خصوصا سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک واضح ہو گیا کہ اقامت میں جب موذن حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت امام و مقتدی کھڑے ہوں ابتداء اقامت کے وقت نہ کھڑا ہو کہ یہ خلاف سنت ہے اور مکروہ فعل ہے جو لوگ اپنے آپ کو حنفی کہلاتے ہیں اور حنفی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ فقہ حنفی پر عمل بھی کریں کیونکہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے کہ اقامت میں حی علی الصلوۃ و حی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ اس فیصلہ کے بعد اگر کوئی نہیں مانتا تو وہ بے جانے اور اس کا خدا۔ ہمارا کام ہے دلائل سے سمجھانا سو وہ ہم نے دلائل قاہرہ و براہین باہرہ سے سمجھادیا ہے ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ و ما علینا الا البلاغ

خاتمہ: سوال۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صف بندی کے لئے بہت بڑا اہتمام فرماتے یہاں تک کہ اس کام پر کچھ لوگ مقرر تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو تو صفیں درست کریں جب صفیں سیدھی ہو جاتی تھیں تو حضرت عمر تشریف لاتے تھے اور امامت کرتے تھے (الفاروق ص ۱۸۱ ج ۱) علاوہ ازیں بیٹھ کر اقامت سننا مستحب ہے اور صفیں سیدھی رکھنا سنت ہے بیٹھ کر سننے سے سنت کا ترک لازم آتا ہے قاعدہ ہے جس مستحب سے سنت ترک لازم آئے اس مستحب کو چھوڑنا ضروری ہے کیونکہ اعلی کی ادنیٰ پر تقدیم لازم ہے۔

جواب ا۔ اگر معترض کو شتر مرغ کہا جائے تو بجا ہے کیونکہ جب وہ حدیث و فقہ حنفی وغیرہ کا ماننے والا ہے پھر اسے ہیرا پھیری کرنا مناسب نہیں جب ہم نے احادیث صحیح و فقہ کی مستند کتب سے ان کا استحباب ثابت کیا ہے پھر اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک سے دلیک کیوں سوجھی اسطرح تو ہزاروں مسائل بازیچہ اطفال بن کر رہ جائیں گے کیونکہ اکثر مسائل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک دوسرے کے خلاف ملیں گے جنہیں صحابہ کے اجتہادات و اقوال مختلفہ کا علم ہے وہ اس سے انکار نہ کریگا اس طرح سے جس کا جو جی میں آئے گا عمل کریگا

جیسے حال ہی میں ایک مجتہد صاحب نے عقیقہ کو مکروہ تحریمہ کا اعلان فرمایا ہے اور امام ابو حنفیہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ اسے مکروہ سمجھتے تھے اور پھر فقہ کی عبارات بھی پیش کردی ہیں تو کیا کسی اہل اسلام کا دل مانتا ہے کہ واقعی عقیقہ مکروہ تحریمہ ہے تو ایسے ہی اعتراض مذکور کا حال سنیئے۔

جواب ۲۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل بسر و چشم مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ صف بندی کے بعد اقامت کو بیٹھ کر سننے کو روکتے تھے صف بندی واقعی سنت ہے اس کے ہم صرف قائل ہی نہیں بلکہ سختی سے عامل بھی ہیں جیسا کہ فقیر کے جمعہ کی نماز میں ہزاروں نمازیوں کو آکر دیکھئے کہ اقامت کو بیٹھ کر سنتے ہیں لیکن جب حی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح کی آواز کانوں میں پڑتی ہے فوراً صفیں سیدھی کر لیتے ہیں یہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا معمول بھی ایسے ہوگا کہ صف بندی کے ساتھ ساتھ اقامت بیٹھ کر سنتے ہوں جیسا کہ خود سوال سے ظاہر ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ 'عین اس وقت تشریف لاتے جب صفیں سیدھی ہو چکی ہوتیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ اس وقت تشریف لاتے جب اقامت قریب الاختتام ہوتی اور اس سے قبل کو کھڑے ہونے سے رسول اللہ ﷺ نے صراحۃً منع فرمایا لاتقوموا حتی ترونی الخ اسی سے تمام شارحین احادیث نے استدلال فرمایا ہے کہ کھڑے کھڑے اقامت سننا مکروہ ہے یہی جملہ فقہاء کا اتفاق ہے کسی امام کا اختلاف منقول نہیں یہ چودھویں پندرھوں صدی کے اہل بدعت کی بدعت کا کرشمہ ہے کہ سنت سے انحراف کر کے بدعت کی ایجاد کی اس لئے فقہاء کرام نے خوارج اور اس کی تمام شاخوں کو متبدع لکھا اور منکرین مسئلہ ہذا بھی خوارج کی شاخ ہے (تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''ابلیس تا دیوبند''

جواب ۔۳۔ اصول فقہ و حدیث کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو احادیث مختلفہ واقوال صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کے مابین تطبیق کی سعی کیجائے ورنہ اعلیٰ کے بالمقابل ادنیٰ کو چھوڑ دیا بحمدہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ہمارے مخالف نہیں بلکہ موافق ہے ہاں معترضین کی سمجھ کی کمی ہے اور وہ بھی مجبور ہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سفہاء الاحلام کا لقب بخشا ہے یعنی پرلے درجے کے غبی اور الحمدللہ ہم دونوں عملوں کے عامل ہیں اور دونوں کے

درمیان تناقض و تعارض سمجھتے ہی نہیں یہ ہمارے اسلاف صالحین کا صدقہ ہے کہ ہمیں دین کی فہمی نصیب ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی عین مراد ہے کما قال النبی ﷺ من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (بخاری و مسلم) جس کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی فہمی عطاء فرماتا ہے۔

تطبیق : ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر وہ روایات جو صف بندی کی تاکید پر مشتمل ہیں ان کے لئے مقتدیوں کو سمجھا دیا جائے کہ جب تک مکبر حی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح تک نہ پہنچے بیٹھے رہنا جب یہ کلمات سنیں تو فوراً اٹھ کر صفیں سیدھی کرلیں جیسا کہ فقیر اویسی غفرلہ کا معمول ہے اس طرح سے الحمدللہ ہر دونوں (سنت و مستحب) پر عمل کرنے کی ہمیں دولت نصیب ہوئی۔

فائدہ : الحمدللہ ہمیں تطبیق احادیث واقوال مختلفہ کے ضابطہ کی برکت سے اکثر احادیث مبارکہ و سنن مقدسہ پر عمل کرنا نصیب ہے اسی لئے ہم اہل سنت اپنے اسلاف صالحین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے اللہ تعالیٰ سب کو اس پر استحکام واستقامت بخشے (آمین) اور مخالفین نے چونکہ اسلاف صالحین سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کرلی ہے اسی لئے وہی بدعتی ہیں۔

فائدہ : اگر یہ تطبیق نہ ہوتی تو پھر ہم مجبور ہوتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو ترک کردیتے کیونکہ ان کے بالمقابل حدیث صحیح موجود ہے۔

اعجوبہ : ہم اہل سنت کو یہ قاعدہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے ملا ہے اور یہ کہ جب احادیث صحیحہ میں وارد ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت سر کے محاذی ہاتھ اٹھایا جائے دوسری حدیث میں ہے کہ کانوں تک تیسری میں ہے کہ کاندھوں تک ہم احناف تکبیر تحریمہ کے وقت ایسے انداز سے ہاتھ اٹھاتے ہیں کہ ہر تینوں احادیث پر عمل ہو جاتا ہے بخلاف غیر مقلدین کے وہ صرف کاندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں تو صرف ایک حدیث پر عمل کرتے ہیں تو حدیثوں کے عمل سے محروم ہیں۔

ہیرا پھیری : مخالفین ہیرا پھیری کے استاد ہیں اس لئے کہ ان کا انکار تو ہوتا ہے اسلامی

مسائل سے لیکن اس کی مخالفت سے ایسا رنگ وروپ دھاریں گے جس سے بظاہر محسوس ہوگا کہ یہ اسلام کے شیدائی ہیں مثلاً اذان واقامت میں حضور سرور عالم ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے پر عوام کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کا نام مبارک سن کر درود پڑھنا ضروری ہے فلہٰذا انگوٹھے نہ چومنے چاہئیں ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ انگوٹھے چومنے سے درود پڑھنے میں رکاوٹ ہو جاتی ہے جب کہ ہم انگوٹھے بھی چومتے ہیں اور صلی اللہ علیك یا سیدی یا رسول اللہ اور قرۃ عینی بك یا سیدی یا رسول اللہ اللھم متعنی بالسمع و البصر (شامی۔ طحطاوی۔ روح البیان) بھی پڑھتے ہیں بلکہ وہ اسی اثناء میں انگوٹھے چوم کر درود ابراہیم بھی پڑھ لیں تو بھی وقت میں گنجائش ہے کیونکہ موذن پر لازم ہے کہ وہ اذان کے کلمات ادا کرنے میں جلدی نہ کرے اور ایک کلمہ کہہ کر دوسرے کلمے کے کہنے کے درمیان توقف کرے (شامی، عالمگیری، بحر الرائق) اسی لئے ہم اہل سنت اس وقت بھی سنت و مستحب ہر دونوں پر عمل کرتے ہیں یعنی

۱۔ سنت اذان کے الفاظ "اشھدان محمدارسول اللہ"

۲۔ سنت درود شریف ۳۔ مستحب انگوٹھے چومنا

لیکن مخالفین اولاً تو ہر تینوں سے محروم ہیں کوئی ایک آدھا درود پڑھ لیتا ہو تو وہ بھی بدعتی بکر کیونکہ انکے نزدیک درود ابراہیم کے علاوہ باقی درود کے صیغے بدعت ہیں ہاں ان کا انگوٹھے چومنے والی احادیث کو ضعیف کہنا بھی ایک بہانہ ہے اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "انگوٹھے چومنا" میں ہے۔

یہ تفصیل فقیر نے ایک عزیز کے سوال پر لکھ دی ہے تاکہ مخالفین عوام کو دھوکہ دیکر مسئلہ شرعیہ پر عمل کرنے سے محروم نہ بنادیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہذا آخرما رقمة القلم الفقير القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

یکم ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ بہاولپور پاکستان